

شرعی پردہ یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حجاب کیا جائے، جس کے نکاح میں وہ عورت آسکتی ہے، اسی طرح ایسے لوگوں سے غلوٹ میں بیٹھنے سے بھی پرہیز ہونا چاہیے کیونکہ یہ بات ”روح پردہ“ کے منافی ہے۔ مگر اب ہوتا یہ ہے کہ، برادری سے کوئی پردہ نہیں۔ دوسروں سے پردہ ہوتا ہے۔ کہیں بیٹھی کھینے میں آتا ہے کہ واقف سے پردہ کیا جاتا ہے اور نادانف سے نہیں۔ یہ حال شرعی پردہ کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور غرض لبر کی حقیقت کو سامنے رکھا جائے تو ہم کہ از کم غیر مسلم دنیا کے سامنے ایک مثالی نمونہ پیش کر سکتے ہیں اور اندرونی طور پر بھی ہم روحانی عافیتوں سے ہمکنار ہو سکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ و تروں میں تشہد۔ و تدر اصل قیام ایل، (تہجد) کا حصہ ہے۔ بعد نماز عشاء پڑھنے کی گنجائش صرف اس لیے رکھی گئی ہے کہ ہمارے جیسے لوگ جو تنہائیوں میں رب کے حضور قیام اور مناجات کا ذوق نہیں رکھتے یا صرف فقہی اور نماز کے سلسلے کے صرف آئینی تقاضے سے عہدہ برآ ہو کر گھر کو بھاگنے سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ بھی گزارہ کر لیں۔

عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : من خافت ان لا يعقور من اخر الليل فليوتر اوله ومن طمع ان يعقور اخره فليوتر اخره ليليل، فان صلوة اخر الليل مشهودة وقال ابو معاوية محضورة (مسلم ص ۲۸)

دن کی نماز مغرب کی طرح طاق رکعتوں پر مشتملی ہوتی ہے، اسی طرح کوشش کی گئی ہے کہ ”بندہ مومن“ کی رات کی نماز بھی وتر کی طاق رکعتوں پر ختم ہوا تاکہ تو حید کا تصور سدا تازہ اور جوان رہے اور وہ اس امر میں راسخ ہو جائے کہ جسے چاہنا، جس کے لیے کیسور بننا اور جس ذات و اسد کی نشا کو زندگی کے ہر مرحلے میں ملحوظ رکھنا ہے، وہ صرف واحد، ایک، تنہا اور یکتا ہے۔ اس تصور سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی مختلف جہتوں میں تقسیم ہونے سے بھی بچ جاتی ہے اور اپنے شیرازہ کو مجتمع رکھنے میں بھی کامیاب رہتی ہے۔ اور یہ وہ اسلوب حیات ہے جس سے ”بندہ عنیف“ کی تخلیق اور تعمیر ہوتی ہے اور وہ ”و اذبح ملتاً بناہیم حنیفاً“ کے معاملے سے ہم کنار ہونے کی توفیق سے انسان کو ہمکنار بھی کھتا ہے۔ چونکہ اس کے لیے زیادہ سازگار فضا مغرب یا دن کے بجائے رات کی تنہائیاں ہوتی ہیں، اس لیے اسے حتی الامکان ”لبا“ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لمبا بھی ”سو سو کر یا بیٹھ بیٹھ کر“ نہیں بلکہ قیام کر کر کے اور کھڑے ہو ہو کر، کیونکہ یہ وقت ”دم“ لینے کا نہیں، تازہ دم ہو کر الرٹ (ELERT) رہنے کا ہے۔

یہ اسی لمبے قیام کا نتیجہ تھا کہ حضورؐ کے پاؤں سوج جاتے اور پھٹ جاتے تھے۔

ان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقوم ویصلی حتی تشرق قدامہ او

ساقا لا یغاری (ص)

اگر قدم قدم پر تشہد کی نوبت آتی تو یہ نوبت نہ آتی۔

مگر اس میں بشری ہمت اور قدرتی طاقت کو بھی ایک حد تک ملحوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ یہ تکلیف تکلیف مالا یطاق، نہ بن جائے۔ اور یہ سب امور حضور علیہ السلام کے اس مبارک تعامل میں مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں جو وتروں کے سلسلے میں اس ادبیت پاک میں محفوظ ہو گیا ہے۔ نمازی کے طبعی نشا ط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی متعدد شکلیں پیش کی گئی ہیں، جس کے لیے جو آسان ہو، اسے کر لے۔

ایک، تین اور پانچ وتروں تک تو ایک ہی تشہد رکھا گیا ہے، کیونکہ اتنا لمبا قیام کرنا انسان کے لیے ممکن ہے۔ تھوڑی بہت جو گرانی پیدا ہو سکتی ہے، اسے رکوع و سجود جیسی نقل و حرکت کے ذریعے آسانی کے ساتھ کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

ایک رکعت۔ تہجد کی متعدد رکعتوں کے بعد ایک رکعت وتر پڑھ لیتے تھے۔

عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی

..... احدی عشر رکعتہ یصلی عن کل رکعۃ رینو تر واحدۃ (مسلم نمبر ۲۵۴)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت تہجد پڑھتے، ہر دوگانہ پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے“

تین رکعت۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی

آخر من رواہ العاکوفی المستدرکۃ۔ تخفۃ الاحوذی (۳۳۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے، تشہد صرف آخر میں بیٹھتے، پہلے نہیں بیٹھتے تھے۔ بعض روایات میں لا یقعد کی جگہ لا یستوی آیا ہے، لیکن یہ تدرک کے نسخوں کے اختلاف کا نتیجہ ہے، حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ صحیح لا یقعد ہے ”لا یستوی نہیں۔ وکن البیہقی قد صرح فی المعرفۃ بان حدیث عائشہ من طریق ابان بلفظ لا یقعد“

کما سیاتی فالصواب فی هذا الروایۃ لا یقعد دون لا یستوی تعلیق التعلیق علی التعلیق الحسن للنیجوری (۱۶۵)

لا یقعد کی یہ تاویل کہ تشہد کے لیے تو بیٹھتے تھے، سلام کے لیے نہیں بیٹھتے تھے۔

نہایتی کے علاوہ دوسرے علما نے ”لا یقعد“ نقل کیا ہے۔ خود ہی نے بھی اس کا تفسیر میں ”لا یقعد“ ہی نقل کیا ہے۔ مگر تدرک کے تاواضع میں بھی بعض ضعیف روایات وارد ہیں۔

وعلى تقدير يركونه محفوظا يحول نفي القعود على القعود الذى فيه التسليم جمعا

بين الاحاديث (العلق لحن ۱۳۱)

یہ تاویل "قعود" کے حقیقی معنی کے خلاف ہے جو کسی یقینی داعیہ کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ - یہی طریقہ حضرت عمرؓ کا تھا اور انہی سے یہ طریقہ اہل مدینہ نے اخذ کیا تھا :

وهذا وترا ميرا المرينين عبرين الخطاب د عنه اخذ لا اهل المدينة رحا كنه تحفة الاحوذى ۳۲۹

پانچ رکعت جب پانچ رکعت وتر پڑھتے تو صرف آخر میں تشهد بیٹھتے، پہلے نہیں :-

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصل من الليل ثلث عشرة ركعة يوتر

من ذلك بخمس لا يجلس في شيء الا في اخرهن (رواه مسلم ۲۵۴)

جب آپ سات یا نو رکعت وتر پڑھتے تو پھر چھٹی اور آٹھویں رکعت پر تشهد کے لیے ضرور بیٹھتے،

کیونکہ اب یہ قیام کافی طویل ہو جاتا ہے۔ اس لیے درمیان میں ایک دفعہ اور تشهد پڑھا دیا تاکہ تحمل رہے۔

سات رکعت جب آپ بوڑھے ہو گئے تو سات رکعتیں پڑھتے، صرف چھٹی رکعت اور ساتویں میں تشهد کے لیے بیٹھتے۔

عن عائشة قالت لما اسن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واخذ اللحم صلى سبع ركعات

لا يقعد الا في اخرهن الحديث (سنن ابى داود ۲۵۴)

بعض روایات میں "لا يقعد الا في اخرهن" آیا ہے، اہم شہادہ کہ فرماتے ہیں کہ اس سے

مراد ایسا قعدہ ہے، جس میں سلام پھیرا جائے۔ یہاں اس کی نفی ہے۔

يمكن الجمع بحمل النفي للقعود في الرواية الثانية على القعود الذي يكون في التسليم

(رنيل الاطار ص ۳۲)

ہم کہتے ہیں کہ اسے بھی مختلف احوال اور واقعات پر محمول کیا جائے تو آخر اس میں استحکام کیا ہے

جب کئی ایک رکعتیں ایک ہی قعدہ سے اور جگہ ثابت ہیں، اگر یہاں بھی اس کے لیے گنجائش تسلیم کر لی

جائے تو کیا حرج ہے؟ ہم بہر حال متداول مذاہب کی مجوزہ ذکر کے سوا اس سلسلے میں اور کوئی شرعی

مجبوری نہیں جانتے۔ اگر تطبیق کی یہ صورت منظور نہیں اور اس کا کوئی اور شرعی داعیہ موجود ہے

تو پھر ترجیح کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ جو راجح ہو اسے قبول کیا جائے، مروج کو ترک

کر دیا جائے۔

نو رکعت جب نو رکعتیں پڑھتے تو صرف آٹھویں اور نویں رکعت میں تشهد کے لیے بیٹھتے :-

عن عائشة... فقالت... ویصل تسع رکعات لا یجلس فیها الا فی الشامدة

لحدیث (مسند ۲۵)

زیادہ تر روایات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس لیے پیش کی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعویٰ سے فرمایا تھا کہ: روئے زمین پر حضورؐ کی وتروں کا رازدان حضرت عائشہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ (مسلم ۲۵۶) ورنہ اس سلسلے کی روایات دوسرے صحابہؓ سے بھی کثرت سے مروی ہیں۔

ان حقائق کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ قیام اللیل (تہجد) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا اور وہ بیٹھ جاتے تھے۔ ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقوم ویصل حتی تدمقدا مالا و ساقا لا یغاری (بخاری ۵۱۵)

اگر وتروں میں تشہد کی یہ بھاری ہوتی تو یقیناً قدموں اور پیٹھ لیدوں کی یہ حالت نہ ہوتی۔

یہ ساری تفصیل اس لیے بیان کی ہے کہ دوسری رکعت میں تشہد نہ بیٹھنا اسی سلسلے کی ایک کوٹھی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے تاکہ آپ کو اصل وہ بات سمجھ میں آجائے، جو وتروں کی دوسری رکعت میں تشہد نہ بیٹھنے کی محرک ہے، کہ پانچ تک، قیام ہی قیام اور تشہد کہہیں بھی نام کیوں نہیں اور سات سے نو تک جب نوبت پہنچی تو پھر ایک ایک تشہد مزید بڑھا دیا۔ وجہ؟ صرف اس لیے کہ پانچ تک تشہد کے بغیر لمبا قیام تحمل ہوتا ہے، مگر ان کے بعد نمازی کی طبعی نشاٹ متاثر ہونے لگ جاتی ہے اس نشاٹ کو برقرار رکھنے کے لیے ایک تشہد مزید بڑھا دیا گیا ہے تاکہ کچھ دم بھی آجائے، لیکن ایک تین اور پانچ رکعت وتر کی صورت میں یہ طبعی نشاٹ باقی رہ سکتی ہے۔ بشرطیکہ نمازی، یہ نماز قلبی فروق و شقوق اور مناجات کے جذبہ اور لگن سے پڑھنے کے لیے کھڑا ہو۔

## اعتراضات

اخاف کہ اس نظر پر سے اختلاف ہے، وہ تین سے کم و بیش رکعتیں بھی تسلیم نہیں فرماتے اور نہ ہی تین رکعتوں میں مسلسل قیام کے وہ قائل ہیں بلکہ دوسری رکعت پر تشہد ضروری تصور کرتے ہیں:

ع کرس نہ علی بابا پیاسی

تشہد کیوں ضروری ہے؟ کچھ پتہ نہیں، حضرت امام ابن رشد فرماتے ہیں کہ اس باب میں ان کی حدیثیں بالکل غالی ہیں۔

ومن ذهب الی ان الوتر ثلاث من غیر ان یفصل بینہما و فصر حکم الوتر علی الثلاث